بَابُ التقریظ والانتقاد

رسالہ صاحبیہ

(شہزادی جہاں آرا بیگم کی ایک نادر تصنیف)

از جناب ڈاکٹر آغا ثمین صاحب گورنمنٹ کالج لاہور

قابل ستائش ہیں وہ لوگ جو اپنے آباء و اجداد کے گرانقدر ورثے کی کھوج نکال کر ان میں سے جواہر آبدار چنتے ہیں اور برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں کے ادبی، علمی، فکری اور دینی ورثے کو اس طرح اکٹھا کرتے ہیں جن سے ہمارے آباو اجداد کی ایک تاریخ مرتب کی جا سکتی ہے۔

ان کاوش کنندگان میں میرے محترم اور محقق دوست جناب محمد اسلم پروفیسر شعبۂ تاریخ پنجاب یونی ورسٹی لاہور کا نام بھی شامل ہے جو سالہا سال سے برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں کی تاریخ کے میدان میں تحقیق کر رہے ہیں۔

اگر ہم برصغیر پاک وہند کی تاریخ کا گہرا مطالعہ کریں تو معلوم ہو گا کہ نہ صرف مسلمان ادباء، شعراء اور مفکرین نے گوہر ہائے آبدار بکھیرے ہیں

بلکہ مسلمان بادشاہ، شہزادے اور شہزادیوں نے بھی بڑی گراں مایہ اور نادر تصانیف مرتب کی ہیں، ان میں رسالہ صاحبیہ بھی شہزادی جہاں آرابیگم کی ایک وہ نادر تصنیف ہے جس سے شاہجہاں کے دور کی دینی، فکری اور تہذیبی تاریخ مرتب کرنے میں مدد ملتی ہے۔

شہزادی جہاں آرابیگم کی اس نادر تصنیف کو منظرعام پر لانے کے لئے میرے محترم دوست پروفیسر محمد اسلم کی کاوش یقیناً قابل تعریف ہے، کیونکہ یہ وہ ایک نادر تصنیف تھی جو برسوں سے تاریخ کی مٹی میں دب کر گم ہوچکی تھی، جس طرح تزکِ بابری اور تزکِ جہانگیری ہمیشہ سے منظرعام پر آتی رہیں اور سب لوگ ان تصانیف سے بخوبی واقف ہیں، لیکن ایسی تصانیف جو ابھی تک منظرعام پر نہیں آئیں ان کی اشاعت کرنا واقعی ایک بہت بڑی علمی، ادبی اور قومی خدمت ہے۔

مارچ ۱۹۶۷ء کی بات ہے جبکہ میں اپنا پی ایچ ڈی کا مقالہ بعنوان "تاریخ شعر فارسی در لاہور" مرتب کر رہا تھا تو شاہجہانی دور کے مشہور صوفی اور فارسی شاعر "ملا شاہ بدخشی ثم لاہوری" پر تحقیق کے سلسلے میں میری نگاہ "اورینٹل کالج میگزین" مطبوعہ ۱۹۳۷ء پر پڑی جسے مولوی محمد شفیع مرحوم نے شائع کیا تھا۔ اس میں آپارائے بھولا ناتھ لائبریری احمد آباد کے ایک پروفیسر محمد ابراہیم ڈار صاحب کا ایک مضمون بعنوان "رسالہ صاحبیہ" بھی موجود تھا، جس میں ملا شاہ بدخشی کے حالات زندگی تفصیل سے درج تھے۔

پروفیسر ابراہیم ڈار صاحب نے رسالہ صاحبیہ کا تذکرہ تو کیا اور کچھ اردو ترجمہ بھی، مگر تحقیقی نقطۂ نظر سے مجھے "رسالہ صاحبیہ" کو اصلی حالت میں دیکھنے کی سخت تشویش تھی، میں نے بہت سی لائبریریاں چھان ڈالیں لیکن اس کا کہیں سے

پتہ نہ چلا، کیونکہ مجھے اپنا مقالہ آئندہ سال یعنی ۱۹۶۸ء میں ہی پیش کرنا تھا اس لئے میں نے اسی پر اکتفا کرتے ہوئے ملا شاہ بدخشی کے حالات زندگی پر جو کچھ روشنی ڈال سکا ڈال دی، اور فارسی میں "احوال واشعار ملا شاہ لاہوری" کے عنوان سے ایک مقالہ تیار کیا، مگر اس ضمن میں کافی عرصہ تک میں پریشان رہا، آخر ایک مرتبہ جب میری ملاقات میرے دوست جناب پروفیسر محمد اسلم صاحب سے ہوئی تو انھوں نے فرمایا کہ میں اس کا اصلی نسخہ انڈیا جاکر حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

۱۹۶۸ء میں اپنا مذکورہ مقالہ تو میں پنجاب یونی ورسٹی لاہور کو پیش کر چکا تھا لیکن کمال جانیے جناب پروفیسر محمد اسلم صاحب کا ذوق وشوقِ تحقیق کہ آپ نے ۱۹۶۹ء میں انڈیا جاکر ودیا سبھا لائبریری سے اصل نسخہ حاصل کر ہی لیا اور اس تمام نسخے کو اپنے قلم سے نقل کر کے لے آئے، جناب پروفیسر محمد اسلم صاحب سے میرا اکثر تقاضا یہی رہتا کہ آپ اسے جلد از جلد منظر عام پر لائیے کیونکہ ہمارے پاکستانی محققین کے لئے اس کی اشد ضرورت ہے تو وہ مجھ سے کہتے کہ میں اس کا اردو ترجمہ بھی کر رہا ہوں۔ جب ترجمہ مکمل ہو جائے گا تو مع اصل نسخہ اسے شائع کروں گا۔

لہذا آج میری گذشتہ دس سال کی آرزو بر آئی اور آخر کار جناب پروفیسر موصوف نے اسے نہایت محنت اور کاوش کے ساتھ، ندوۃ المصنفین، سمن آباد لاہور کے توسل سے شائع کر ہی دیا۔

مقصدِ تصنیف جہاں آرا بیگم کے اپنے بیان کے مطابق انھوں نے یہ رسالہ بعنوان "صاحبیہ" ۲۷ رمضان المبارک ۱۰۵۱ ہجری کو مکمل کیا، اور مقصد تصنیف بیان کرتے ہوئے یہ بھی تحریر کرتی ہیں کہ

"لیکن نظر اس بات پر رہے کہ یہ باسعادت حالات حضرت قطب الاقطاب ..... مولانا شاہ سلمہ اللہ والبقاہٗ کے ہیں اور ان میں سے ہر حرف بیش قیمت موتی اور اس کا ہر فقرہ راہ ہدایت کے سالکوں کے کانوں اور گردن کو زینت بخشنے والا موتیوں کا ہار ہے، مجھے امید ہے کہ اس رسالے کا مطالعہ کرنے والوں کو اس کے پڑھنے سے بڑا فیض ملے گا۔"[۱]

اسلوب بیان جہاں آرا بیگم جہاں تک جہاں آرا بیگم کی تصنیف "رسالہ صاحبیہ" کے اسلوب بیان کا تعلق ہے، اس کی فارسی نثر شاہجہانی دَور کے صوفی منش دانشوروں اور مفکرین کے اسلوب بیان کی عکاسی کرتی ہے اور جہاں آرا بیگم کی فارسی نثر کے اسلوب بیان کے علاوہ ان کی فارسی نثر نگاری کی مہارت، قابلیت اور تصوف کے افکار ورموز سے مکمل واقفیت کی غمازی کرتی ہے نہ صرف بلکہ بعض جگہ داخلی کیفیات اور روحانیت سے بھرپور جذبۂ عشقِ الٰہی کا بھی پتہ چلتا ہے۔

(باقی آئندہ)

---

۱ جہاں آرا بیگم۔ رسالہ صاحبیہ۔ ترجمہ پروفیسر محمد اسلم، استاد شعبۂ تاریخ، پنجاب یونیورسٹی مطبوعہ ندوۃ المصنفین، سمن آباد، لاہور، ص ۱۰۶۔

اسلام کا نظام حکومت

جدید ایڈیشن نئے شاندار اور دیدہ زیب گٹ اپ کے ساتھ

مؤلف : مولانا حامد الانصاری غازی

اس کتاب میں اسلام کی ریاست عامہ کا مکمل دستور اساسی اور مستند ضابطہ حکومت پیش کیا گیا ہے۔ یہ عظیم الشان تالیف اسلام کا نظام حکومت ہی پیش نہیں کرتی بلکہ نظریۂ سیاست وسلطنت کو بھی منظر عام پر لاتی ہے۔ طرز تحریر زمانۂ حال کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔

صدیوں سے یہ غلط نظریے اسلام کی طرف منسوب ہو گئے ہیں ان کی تردید کے لئے ایک خاص اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔ ہمارے لٹریچر میں یہ پہلی کتاب ہے جو قانون قرآن، نبوت، دستورِ صحابہ کے علاوہ اسلام کے علماء اجتماعیات کی بے شمار کتابوں اور عصر حاضر کے نوشتوں کے مطالعہ اور سالہا سال کی عرق ریزی کے بعد سامنے آئی ہے۔

صفحات ۴۶۴، بڑی تقطیع قیمت /۲۲ روپے

مجلد اعلیٰ کوالٹی -/ ۳۲ روپے

ندوۃ المصنفین، اردو بازار، جامع مسجد دہلی

ندوۃ المصنفین (برہان آفس) میں ایک پر وقار تقریب

حضرت مفتی صاحبؒ اور ادارے کی علمی خدمات کو پر زور خراجِ تحسین

دہلی۔ ۱۱ر اکتوبر ۱۹۸۳ء گذشتہ شب ممتاز و معروف اسلامی، تحقیقی و علمی ادارے ندوۃ المصنفین (برہان آفس) میں ایک پر وقار تقریب ہوئی۔ جس میں راجدھانی کی ممتاز شخصیتوں، مرکزی وزراء، علمائے کرام اور ملک و ملت کے مختلف رہنماؤں اور سفارتی نمائندوں نے شرکت فرمائی۔ اور اس ادارے کی ۵۴ سالہ علمی، دینی و تحقیقی خدمات کو پر زور خراجِ تحسین پیش کیا۔

اس موقع پر تقریب کے داعی مسٹر عمید الرحمان عثمانی جنرل منیجر ادارہ کی طرف سے ایک پر تکلف عشائیہ ترتیب دیا گیا تھا جس میں خاص طور پر جناب ضیاء الرحمان انصاری (مرکزی وزیر مملکت ٹرانسپورٹ) عالیجناب حکیم عبدالحمید صاحب (ہمدرد فاؤنڈیشن) اور بیگم عابدہ احمد ایم، پی بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے۔ اس پر وقار تقریب میں جو دیگر علمی، سماجی اور سیاسی شخصیتیں شریک ہوئیں، ان میں سے چند قابل ذکر حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

عالیجناب بدرالدین طیب جی سابق وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی۔ مولانا ثمین الدین صاحب ایم، پی۔ سید شہاب الدین صاحب جنرل سکریٹری جنتا پارٹی، ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی، جناب حسن ثانی نظامی۔ کرنل بشیر حسین زیدی اور سفیر ایران کے نمائندۂ خصوصی اور مسٹر ارشد قدوائی۔ حکیم اقبال احمد (ہمدم دواخانہ)

سردار ریجن سنگھ لانبا، مسٹر خلیل صدیقی، ڈاکٹر احسان اللہ خاں (ڈائرکٹر رورل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ انڈیا) مسٹر انور علی دہلوی (ممبر میٹرو پولیٹن کونسل) مولانا احمد علی قاسمی سکریٹری مسلم مجلس مشاورت ۔ مسٹر رضوی (ایڈیٹر ریڈیئنس) ۔ حکیم اجمل صاحب ۔ جناب مخمور عثمانی (انچارج پبلسٹی ہمدرد) ۔ حاجی سلطان احمد صاحب (مالک اقبال اینڈکو) مسٹر انعام الرحمان (آرٹسٹ سعودی عرب) جناب مفتی شوکت علی فہمی (ایڈیٹر دین دنیا) مولانا قاضی سجاد حسین ۔ حکیم حفیظ الرحمان صاحب ۔ جناب قاسم جادویت صاحب، مسٹر سردار علی ایڈوکیٹ ۔ مسٹر عبدالقدیر (سکریٹری مسلم لیگ)

آخر میں ممتاز صحافی مفتی شوکت علی فہمی ایڈیٹر دین دنیا نے حضرت مفتی صاحب قبلہ اور ادارۂ ندوۃ المصنفین اور ماہنامہ برہان کی علمی و تحقیقی خدمات کو پرزور خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اس ادارے اور برہان کے ذریعہ حضرت مفتی صاحب مدظلہٗ نے ٹھوس دینی، علمی اور تحقیقی خدمات انجام دی ہیں ۔ آپ نے کہا کہ حضرت مفتی صاحب کی علالت کے بعد مسٹر عمید الرحمان نے جس ہمت اور حوصلے سے اس عظیم ادارے کو سنبھال رکھا ہے وہ قابل قدر اور لائق مسرت ہے ۔ اسی طرح کے خیالات دوسرے حضرات نے بھی ظاہر فرمائے ۔ بانئ ندوۃ المصنفین حضرت مفکر ملت مولانا مفتی عتیق الرحمان عثمانی مدظلہٗ بنفس نفیس اس تقریب میں تشریف فرما تھے اور معزز مہمانوں سے ملاقات فرما رہے تھے ۔

نوٹ : یہ اعلان انہی تاریخوں میں آنا چاہیئے تھا لیکن محترم حضرت مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی (ناظم ندوۃ المصنفین دہلی) اس کے بعد طویل عرصہ آل انڈیا میڈیکل انسٹی ٹیوٹ میں داخل رہے ۔ ان حالات کے دوران میں اس کو بر وقت شائع نہ کر سکا جس کے لئے معذرت خواہ ہوں ۔

خادم
عمید الرحمان عثمانی